رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی — اسسٹنٹ:۔ مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۵ | مورخہ ۶ جنوری ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں

۳۱ دسمبر جناب مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیمی خادم تھے چند دن بعارضہ فالج بیمار رہ کر قادیان میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے پڑھا۔

آپ کے سالانہ جلسہ پر احباب جلسہ کی تاریخوں سے قبل ہی آنا شروع ہو گئے۔ اور جلسہ کے بعد بھی کئی ٹھہرے رہے اس طرح قریباً دو ہفتے خاصی چہل پہل رہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی تازہ نظم

جو ۲۸ دسمبر ۱۹۲۰ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ میں حضور کی موجودگی میں پڑھی گئی

ساغرِ حسن تو پر ہے کوئی میخوار بھی ہو
ہے دمِ بے پردہ کوئی طالب دیدار بھی ہو
وصل کا لطف تبھی ہے کہ رہیں ہوش بجا
دل بھی قبضہ میں رہے پہلو میں دلدار بھی ہو
رسم مخفی بھی رہے اُلفت ظاہر بھی رہے
ایک ہی وقت میں اخفا بھی ہو اظہار بھی ہو

عشق کی راہ میں دیکھیگا وہی روئے فلاح
جو کہ دیوانہ بھی ہو عاقل و ہشیار بھی ہو
اس کا در چھوڑ کے کیوں جاؤں کہاں جاؤں میں
اور دُنیا میں کوئی اس کی سی سرکار بھی ہو
ہمسری مجھ سے تجھے کس طرح حاصل ہو عدو
حال پر تیرے او ناداں نظر یار بھی ہو
بات کیسی ہو مؤثر جو نہ ہو دل میں سوز
روشنی کیسے ہو دل مہبط انوار بھی ہو
یونہی بیفائدہ سر مارتے ہیں وید و طبیب
ان کے ہاتھوں سے جو اچھا ہو وہ آزار بھی ہو

درد کا میرے تو اے جان فقط تم ہو علاج
چارۂ کار بھی ہو محرم اسرار بھی ہو
دل میں اک درد بھی پر کس سے کہوں میں جاکر
کوئی دنیا میں مرا مونس و غمخوار بھی ہو
سالک راہ کو بھی ایک ہے منہاج وصول
عشق دلدار بھی ہو صحبت ابرار بھی ہو

محکمہ ہائے نظارت کے عہدیدار

۱۹۲۱ء کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے محکمہ نظارت کے مندرجہ ذیل افسر مقرر فرمائے ہیں:۔

ناظر اعلیٰ خاکسار راقم
ناظر تالیف و اشاعت (قائم مقام) مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے
ناظر تعلیم و تربیت - حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
ناظر امور عامہ - خان ذوالفقار علی خان صاحب۔
ناظر بیت المال - مولوی عبد المغنی صاحب
نائب ناظر تعلیم و تربیت - ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب بی اے بی ٹی
نائب ناظر تالیف و اشاعت - ماسٹر علی محمد صاحب بی اے - بی ٹی
نائب ناظر امور عامہ - چودھری غلام محمد صاحب بی اے

خاکسار شیر علی عفا اللہ عنہ

اخبار احمدیہ

علی گڈھ میں انجمن احمدیہ بعض احمدی طلباء جو علی گڈھ میں بغرض تعلیم آئے ہیں۔ انہیں سے بعض کو بھائی کی احمدی جماعت کا پتہ نہیں ہوتا نہ وہ کسی سے دریافت کرتے ہیں اور بعض نہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ احمدی ہیں حالانکہ داخلہ کے وقت رجسٹر میں نام درج کرتے ہوئے قوم وغیرہ کے خانہ میں احمدی [illegible] لکھا جاتا ہے [illegible] نام لکھے جائیں۔ چنانچہ ہر فرقہ کی مسجد بھی علیحدہ ہے۔ اور احمدیوں کی مسجد فی الحال سید محمود کورٹ (کچی بارک) نمبر ۳ میں ہے۔ احمدی طلباء جاتے ہیں۔ بعض اوقات مہینوں وہ جماعت سے نہیں ملتے۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی طالب علم علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں آئیں تو وہ جماعت سے ملیں اور رجسٹر میں لکھائیں کہ وہ احمدی ہیں۔ کالج کے میڈیکل آفیسر ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ سے احمدیوں کا پتہ لگ سکتا ہے۔ اور بیالوجی کے پروفیسر فیاض بہادر خان صاحب احمدی ہیں۔ اور سول لائن میں ڈاکٹر اقبال علی صاحب جیل کے ڈاکٹر اور خان بہادر محمد حسین صاحب ریٹائرڈ جج (احمدی) ہیں۔

خاکسار فضل کریم سیکنڈ ائیر ایم اے او کالج علی گڈھ

پتہ درکار ہے میرا مدت سے تجارتی صنعت کرنے کا شوق ہے۔ اسلئے عرض ہے۔ کہ جراب بنانے کی مشین کی بابت اگر کسی بھائی کو پتہ ہو تو مجھے بتائیں۔ کہ کتنی قیمت پر اور کہاں سے ملسکتی ہے نیز اس کے سیکھنے کے کیا طریق ہیں۔ خط و کتابت کے خرچ کا ذمہ دار بندہ ہے۔

محمد عبد الحق احمدی - ایم - ڈبلیو - ایس - سب ڈویژن مردان

مینیجر کا ضروری نوٹس

میں نے جلسہ سالانہ سے پہلے خریداران الفضل کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ جن صاحبوں کا چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے۔ وہ قیمت جلسہ پر ادا فرما دیں۔ یا کسی کے ہاتھ بھجوا دیں۔ مگر سوائے چند احباب کے کسی نے قیمت ادا نہیں فرمائی۔ اس لئے مجبوراً اب وی پی کرنے پڑینگے۔ جو بہرحال ۱۵ر جنوری سے پہلے ہونگے۔ جو صاحبان وی پی واپس فرمائینگے۔ ان کے نام کا پرچہ تا وصولی قیمت التوا میں رہیگا۔

مینیجر الفضل قادیان

(بقیہ صفحہ ۱۲ کالم ۳)

اول جسمانی دوم روحانی۔ جسمانی یہ ہے کہ زکوٰۃ و صدقہ دینا۔ صدقہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ اور چندہ اسکے ماسوا۔ اور اس سے بہت فوائد ہوتے ہیں۔ صدقہ سے دعا حاصل ہوتی ہے اور زکوٰۃ سے ایک خدا کا حکم ادا ہوتا ہے۔ صدقہ کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہری اور ایک پوشیدہ۔ تم ظاہر صدقہ اسلئے دو کہ لوگوں میں تحریک پیدا ہو اور پوشیدہ اسلئے کہ ریاء نہ پیدا ہو۔ ایصال خیر روحانی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) علمی فائدہ (۲) دینی دیکھو اگر ہمارے بچے دیندار نہ ہوں تو ہمیں غیروں میں تبلیغ کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ قوم کی زندگی اسکی آئندہ نسل پر ہوتی ہے۔ اسلئے ضرورت ہے۔ کہ بچپن میں ہی تعلیم و تربیت ہو۔

دوسری قسم تبلیغ ہے ہر مومن کا فرض ہے کہ تبلیغ کرے اور لوگوں میں ان صحیح عقائد کو پھیلائے۔ جو لوگوں کے لئے مفید ہیں۔ جب انسان ان مراتب کو طے کرتا ہے تو وہ مومن کامل ہوتا ہے اور خدا کا محبوب ہو جاتا ہے۔ مومن ہونا چھوٹی بات نہیں۔ خدا نے مومنوں سے بہت سے وعدے کئے ہیں اور وہ سب ایسے وعدے ہیں۔ کہ ان وعدوں سے کچھ بھی باہر نہیں رہتا۔ وہ گیارہ قسم کے وعدے ہیں۔ ان گیارہ قسم کے انعاموں سے محروم رہنے کے علاوہ کفار کے لئے سات قسم کے اور وعید ہیں۔ ان کی بھی حضور نے تفصیل بیان فرمائی۔

اب ہر ایک شخص غور کرے کہ مومن بننے سے کیا ملتا ہے اور نہ بننے سے کیا جاتا ہے۔

تم ابتلاؤں سے نہ گھبراؤ۔ اور کسی تکلیف کو ابتلا مت کہو۔ کیونکہ یہ تمہارا کام نہیں کہ کسی حالت کو ابتلا کہو۔ یہ خدا کا کام ہے کہ کسی مصیبت کا نام ابتلا قرار دے۔ پس تم کسی تکلیف کو ابتلا نہ کہو۔ اور خدا کے راستہ میں سست مت ہو۔ بلکہ قدم آگے ہی آگے بڑھاؤ۔ خدا نے تمہارے لئے ایک دل پیدا کیا ہے۔ جو تمہارے درد سے دردمند ہوتا ہے۔ تم اس کی قدر کرو اور خدا کے راستہ میں بڑھتے جاؤ۔ تم بزدل مت بنو۔ بلکہ ایک چٹان کی طرح ہو جاؤ کوئی گورنمنٹ تمہیں ڈرا نہیں سکتی۔ کوئی طاقت تمہیں پامال نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص تمہاری گردن کو جھکا نہیں سکتا مگر تم خدا کے لئے جھکو۔ اور اس کے حکم کے آگے جھکو۔

یہ حضور کی تقریر پونے پانچ گھنٹہ میں ختم ہوئی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ر جنوری سنہ ۱۹۲۱ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بابت سنہ ۱۹۲۰ء

۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء پہلا اجلاس

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ۲۶ تاریخ کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کی تقریر "اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب" دس بجے شروع ہوئی۔ جس میں آپ نے تلاوت فاتحہ کے بعد جو تقریر فرمائی اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

اسلام کا طریق عبادت بمقابلہ دیگر مذاہب

صاحبان! پیشتر اس کے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا ارادہ ہے۔ کہ ہماری جماعت میں نئے لیکچرار پیدا ہوں میرے دوست جانتے ہیں کہ میں روزانہ گفتگو میں بھی اپنا مافی الضمیر ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن آج میں یہ مضمون بیان کرنے کے لئے آپ کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ اسکی وجہ محض یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا منشا پیدا ہو اسلئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ دعا فرمائیں کہ حضرت کا منشا پورا ہو۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری کمزوریوں کو معاف کرینگے۔

میرا مضمون جیسا کہ مشتہر ہو چکا ہے یہ ہے کہ میں اسلام اور دیگر مذاہب کے طریق عبادت کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کروں کہ اسلام کا طریق عبادت ہی کامل و مکمل اور اعلیٰ درجہ کا ہے۔ میں اس سوال پر اس مختصر وقت میں مختلف طریق پر بحث کرنے کی کوشش کروں گا۔

سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں (۱) ظاہری (۲) باطنی۔ مگر اس وقت میں ظاہری عبادت کو لوں گا۔ جس کو مختلف زبانوں میں سندھیا نماز۔ پریئر وغیرہ کے ناموں سے نامزد کیا جاتا ہے اس میں سب سے پہلے یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ عبادت ہے کیا؟ جس کو دوسرے لفظوں میں پوجا۔ پرستش۔ ورشپ کہتے ہیں اس سے مراد وہ تعلق ہے۔ جو بندہ کو خدا سے ہے۔ اور جو اس کا اظہار ہے اور یہ اس انسانی خلق کا نام ہے جو خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس تعلق کی بنیاد ان اعتقادات پر ہے۔ جو خدا کے متعلق بندے کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی مذہب کا خدا کے متعلق ادنیٰ عقیدہ ہے۔ تو اس کا طریق عبادت بھی ادنیٰ ہو گا۔ اور اگر اعلیٰ ہے تو اعلیٰ ہو گا۔ اسلئے اگر طریق عبادت کے مقابلہ سے پہلے تمام مذاہب کے خداؤں کا مقابلہ کیا جائے۔ تب بھی طریق عبادت کی بحث کا فیصلہ ہو سکتا ہے لیکن میں اس بحث کو چھوڑتا ہوں کیونکہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ کہ اس کا خدا نہایت اعلیٰ اور مکمل ہو۔ اسلئے میں اس بحث میں یہ فرض کر کے کہ تمام مذاہب خدا کے متعلق بہترین خیالات رکھتے ہیں۔ مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

لغت میں عبادت کے معنے ہیں الطاعۃ مع الخضوع یعنے اپنے گناہوں اور غلطیوں کے اقرار کے ساتھ اپنے معبود کے حضور جھک جانا۔

اب سوال ہوتا ہے کہ عبادت کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تو غنی ہے۔ کیا اگر ہم اس کی عبادت نہ کریں تو اس کی خدائی میں کچھ کمی آ سکتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ چونکہ عبادت میں بندہ ہی کا فائدہ ہے۔ خدا کا نہیں۔ اس لئے عبادت نہ کرنے سے خدا کی خدائی میں تو کچھ فرق نہ آئیگا مگر بندہ کے بندہ ہونے میں فرق آ جائیگا کیونکہ عبادت ہی وہ چیز ہے۔ جس سے بندہ خدا کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کا بندہ قرار دیتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو نہ بندہ بندہ ہے نہ اس کا خدا خدا۔ اور کسی چیز کی صفات کا انکار اس چیز کا ہی انکار ہوتا ہے۔ جو شخص خدا کی عبادت نہیں کرتا وہ اس کی صفات بیان نہیں کرتا۔ گویا وہ خدا کا انکار کرتا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی طبیعت میں ہے کہ ہر خوبصورت چیز کی تعریف کرے۔ پس اگر انسان مانتا ہے کہ خدا ہے اور ایسا خدا ہے۔ جسمیں تمام حسن جمع ہیں۔ اور جو حسن کا منبع ہے۔ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کی عبادت نہ کرے۔

لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ عبادت میں عبادت گذار کا ہی فائدہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن تزکی فانما یتزکی لنفسہ۔ محبت کا حقیقی محل خدا ہے۔ خدا کے احسانات انسان پر ہیں۔ اور کون ہے جو محسن کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہو۔ اور اسکے حضور نہ جھکے اور خدا کی عبادت سے ذاتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خود انسان کو نیکی کی زیادہ توفیق ملتی ہے۔ اور خدا اپنے عابدوں کی مدد کرتا ہے۔

ہاں ایک اور سوال ہے۔ کہ عبادت کی غرض کیا ہے؟ اسکے متعلق کچھ کہنے سے قبل میں یہ بتانا چاہتا ہوں اصلی مقصد اور نتیجہ میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً جو شخص لاہور میں کسی اپنے دوست کو ملنے جاتا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ وہ دوست کو ملے۔ مگر لاہور جا کر وہاں کی سیر کرتا اور عمدہ نظارے دیکھتا۔ اور دوست کے ہاں عمدہ و خوش تر کھانا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہ شخص سیر بھی کرتا کھانے بھی کھاتا ہے۔ مگر اپنے دوست کو نہیں ملتا۔ تو کبھی نہیں کہا جائیگا۔ کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ کیونکہ اس کا اصلی مقصد سیر کرنا اور کھانا کھانا نہ تھا۔ بلکہ اصلی مقصد دوست کو ملنا تھا۔ اسی طرح خدا کی عبادت کی غرض یہ ہے کہ خدا ملے جنت وغیرہ غرض نہیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔

اب میں مختلف مذاہب کے طریق عبادت بیان کرتا ہوں۔ مذاہب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بت پرست جو بدیہی باطل ہیں۔ دوسرے خدا پرست۔ ہم اس بحث میں خدا پرستوں کے طریق عبادت کو ہی لینگے۔ طریق عبادت میں یہ دیکھنا ہو گا کہ کامل عبد کس عبادت کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور کامل عبودیت کس طریق میں ظاہر ہوتی ہے۔ الفاظ عبادت کس کے اعلیٰ اور بہتر ہیں۔ اوقات کس کے عمدہ ہیں۔ حرکات کس عبادت کی بہتر ہیں۔

دو فلسفے ہیں۔ ایک فلاسفر کہتا ہے کہ کھاؤ پیو ہمیشہ عیش کرو۔ کل تو ہم مر جائینگے۔ دوسرے منیاسی وہ کہتے ہیں کہ دنیا مصائب کا گھر ہے [illegible]

اور جنگلوں میں چلے جاؤ۔ مگر مذہب وہ اعلیٰ ہو سکتا ہے۔ جو اسباب کو تسلیم کرے کہ دنیا میں رہے بغیر چارہ نہیں۔ مگر دنیا ہی دنیا اصل چیز نہیں۔ بلکہ یہاں رہ کر کچھ اور حاصل کرنا اصل مقصد ہے۔ اس لئے اصل مذہب وہ ہو گا۔ جو یہ تعلیم دے۔ کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرو" پس جب ہم یہ مان لینگے کہ دنیا میں بھی ضرور رہنا ہے۔ اور عبادت بھی ضرور کرنی ہے۔ تو اس وقت ہم یہ دیکھیں گے۔ کہ عبادت کے لئے کونسا مذہب زیادہ وقت دیتا ہے۔ نیند وغیرہ اور ملازمت یا دیگر ذرائع معاش کے اوقات نکالکر جو وقت بچے ہم دیکھینگے۔ کہ کونسا مذہب زیادہ عبادت میں لگاتا ہے۔ اسلام نے پانچ اوقات عبادت کے مقرر کئے ہیں کینفوشس جس کی تعلیم چین میں رائج ہے۔ سال میں ایک دن عبادت کا رکھتا ہے۔ اور وہ بھی عوام کے لئے نہیں۔ صرف بادشاہ کے لئے۔

برہم دھرم جو یونانی اور یورپین فلسفہ کا مجموعہ ہے وہ عبادت کو ضروری قرار دیتا اور کہتا ہے۔ کہ دن کے کسی حصہ میں کر لی جائے۔ وہ ۲۴ گھنٹے میں سے صرف ادھ گھنٹہ دیتا ہے۔ آریہ اور عیسائی صبح و شام قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ عیسائی مذہب کی بنیاد عبادت پر نہیں بلکہ کفارہ پر ہے۔ یہود وغیرہ تین وقت قرار دیتے ہیں۔ مگر اسلام عبادت کے لئے پانچ وقت دیتا ہے۔ اور یہ دنیا کی بجائے دین مقدم کرنے کی تعلیم ہے۔

اب یہاں ایک اور بات یاد رکھنے کی ہے۔ جو مذاہب دو وقت یا ایک وقت عبادت کے لئے رکھتے ہیں خواہ ان کا وقت کتنا ہی زیادہ ہو۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی بات پر چند سیکنڈ سے زیادہ توجہ نہیں رہ سکتی۔ اس لئے عبادت کے لئے جو مذہب وقت تقسیم کر کے مختلف اوقات رکھے۔ وہی درست ہو سکتا ہے۔ اور جو مذہب کہتے ہیں کہ جس وقت عبادت کر سکو کر لو۔ اس میں ایک نقص ہے۔ کیونکہ اگر کسی وجہ سے ایک دن عبادت نہ ہو سکے تو دوسرے دن پر جا پڑیگی۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے ترک ہو جائیگی۔ لیکن اسلام پانچ وقت مقرر کرتا ہے۔ اور اس میں سستی کا احتمال نہیں۔

اب ہم حرکات کو لیتے ہیں۔ روح اور جسم کا تعلق ہو

بعض تعلیم یافتہ اصحاب سوال کیا کرتے ہیں کہ روح بھی کوئی چیز ہے کہ نہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ روح ضرور ہے۔ سر جولسٹ جنھوں نے لکھا ہے کہ روح ہی روح ہے انکو جواب میں ایک خیال پیدا ہوا کہ روح کچھ نہیں محض مادہ ہی مادہ ہے۔ لیکن تازہ ترین تحقیقات یہی ثابت کرتی ہیں کہ روح ہے۔ اور روح اور جسم کا تعلق ہے۔ اور جسم کے صدمہ کو روح محسوس کرتی ہے۔ اگر روح نہ ہو تو جسم کسی صدمہ کو محسوس نہ کر سکتا۔ اور ہر ایک صدمہ کا اثر روح پر ہوتا ہے۔ جس کا اثر جسم ظاہر کر دیتا ہے۔ اور روح جو ہے وہ نہایت اعلیٰ اور لطیف چیز ہے۔ اور وہ مختلف کیفیات کو محسوس کرتی اور ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً غصہ ہو تو آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ اور انسان مرنے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اور محبت ہو تو چہرہ اس کی ترجمانی کرتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم خدا کی عبادت کریں۔ اور ان جذبات عبودیت کو نہ ظاہر کریں۔ تو کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری روح اور جسم دونوں خدا کی عبادت میں مصروف ہوں۔

پہلی باتیں تو کچھ علمی تھیں۔ مگر اب میں آخر میں کہتا ہوں کہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کامل عبد کس طریق عبادت کے ذریعہ بنتا ہے۔ کامل عبد کی نشانی یہ ہے۔ کہ خدا کا مکالمہ مخاطبہ اس شخص کو حاصل ہو۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ تو اسلام کے سوا کوئی مذہب اعلیٰ نمونہ مذہب کا پیش نہیں کرتا۔ چنانچہ ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی طریق عبادت کی افضلیت کا بہترین ثبوت ہیں۔ پس جب ہمیں نمونہ مل گیا کہ کس طریق عبادت سے کامل عبد پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیسے اس طریق عبادت کو چھوڑ دیا جائے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ اور آپ صاحبان بھی دعا کریں۔ کہ اسلام اور اس کا طریق عبادت دنیا میں پھیلے۔ اور دنیا میں اللہ تعالےٰ کا جلال اور عظمت ظاہر ہو۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا تھا۔ اسلئے مولوی صاحب کو اپنا مضمون ناتمام چھوڑنا پڑا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے احسانات

سوا گیارہ بجے جناب حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ نظم پڑھی گئی۔ اور حکیم صاحب نے بعد حمد اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم آیۃ پڑھکر بیان کیا کہ دوستو! آپ کو معلوم ہے۔ کہ احسانات مسیح موعود پر عاجز کو تقریر کرنے کا ارشاد ہے۔ لیکن یہ ایسا مضمون ہے۔ جس کو کوئی شخص کماحقہ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کے احسانات شاہ و گدا گورے کالے باشندہ مشرق و مغرب سب پر ہیں اور بے حساب ہیں اسلئے میں تو یہی کہتا ہوں کہ

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

میں کس کس کو بیان کروں اور کیا کروں۔ مگر پھر بھی مختصراً کچھ بیان کرتا ہوں۔

آپ کے احسان اقوام عالم پر ہیں۔ اور سب سے بڑی قوم عیسائی پر بہت بڑا احسان ہے۔ ممکن ہے کوئی کہے کہ عیسائیت پر تو آپ نے کلہاڑا رکھ دیا۔ پھر عیسائیت پر کیا احسان کیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود نے عیسائیوں پر احسان کیا اور یہ ماننا پڑیگا دیکھو عیسائی کہتے ہیں۔ کہ ہمارا خداوند مسیح ہمارے لئے ملعون ہوا۔ مگر آپ نے ثابت کیا کہ تمہارا خداوند مسیح ملعون نہیں ہوا کیونکہ ملعون خدا کا مقرب نہیں ہو سکتا۔ پھر نہ صرف ایک عیسائی قوم پر بلکہ ہر ایک قوم پر احسان کیا۔ اور انبیاء پر بھی احسان کیا جیسا کہ فرمایا۔

زندہ شد ہر نبی با آمدنم ٭ ہر رسولے نہاں بپیرہنم

ہندوؤں پر احسان کیا۔ اور بتایا کہ ہند میں بھی نبی ہوا ہے۔ اب کوئی شخص خواہ کتنی ہی کتابیں لکھے۔ کہ ہندوستان میں نبی ہوئے۔ مگر اس خیال کے ظاہر کرنیوالے سب سے پہلے آپ ہی ہیں۔ پھر آپ کا ہندوستان میں مبعوث ہونا ہندوستان پر احسان ہے۔ پنجاب پر احسان ہے۔ اور پنجاب کی سکھ قوم پر خاص احسان ہے۔ باوا نانک رح پر کیا کیا الزام لگائے گئے مگر آپ کے قلم نے ست بچن میں ان کی تردید کی۔ اور ثابت کیا کہ باوا صاحب خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ سکھ ہزار کوشش کرتے مگر یہ بات نہیں پیدا کر سکتے تھے۔ جو آپ نے کی اسی طرح ہندو ہرگز کرشن کو نبی منوانے میں کامیاب ہوتے۔ لیکن آپ نے لاکھوں سے یہ بات منوا دی۔

پھر آپ کا احسان ہر ایک شخص پر ہے کہ انکو پتہ دیا کہ خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ اور وہ اپنے عبادت گذاروں کو بتا دیتا ہے کہ تم میرے ساتھ ہو اور میں تمہاری مدد کیلئے تیار۔

آپنے فرمایا ہے کہ :-

آں خدائیکہ از اہل جہان بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہلی بپذیر

آپ کے علمی و دینی احسانات کا کیا شمار ہے ۔ قرآن دنیا میں تھا ۔ مگر در اصل نہیں تھا ۔ آپ نے قرآن کے علوم کے دروازے کھولے ۔ قرآن کی برتری ثابت کی ۔ قرآن کے مقطعات اور قرآنی قسموں کا فلسفہ بیان کیا ۔ جس کو مخالف ناشکروں نے اپنے نام سے شائع کیا ۔ حتیٰ کہ ابوالکلام صاحب نے سرقہ کیا ۔ مگر دنیا پر نہ ظاہر کیا (دیکھو البلاغ کی جلد اول) کہیں ان سے لیتا ہوں ۔ دعا کی حقیقت آپ نے ظاہر کی اور کتابیں لکھیں ۔ اور دعوت دی کہ آؤ میں دعا مستجاب کا نمونہ دکھاؤں ۔ لیکن مخالفوں نے لفظاً لفظاً سرقہ کیا ۔ اور اسکو اپنی تحقیق بتایا (دیکھو الحکمت گوجرات کی جلد اول)

بہشت و دوزخ کی آپ نے حقیقت بیان کی ۔ وہ بہشت جس پر مخالف ہنستا اور دوزخ جس کو بے حقیقت ٹھہراتا تھا اس کی آپ نے حقیقت بیان کی ۔ اور قرآن و حدیث کی استشہاد کے ساتھ کی ۔ فرشتوں کا فلسفہ بیان کیا ۔ حتیٰ کہ جماعت میں ایسے ہیں ۔ جن کا فرشتوں سے تعارف ہو گیا ۔

آپنے مذہبی علم کلام میں وہ تبدیلی کی کہ اس کا رخ پھیر دیا حتیٰ کہ آپ کے بعض اصولوں کو ثناء اللہ جیسے مخالفوں نے بھی اپنا بنا کر پیش کیا ۔ عرش کی حقیقت بیان کی ۔ ثناء اللہ نے اسکو بھی لیا ۔ جب اس پر فتویٰ لگا ۔ تو اپنی جان بچانے کے لئے کہا کہ مجھے کیوں کہتے ہو ۔ مرزا صاحب سے انعام لو ۔ کیونکہ یہ حقیقت تو انہوں نے بیان کی ہے ۔ اور ان ہی سے انعام بھی لو ۔

عربی زبان کو ام الالسنہ ثابت کیا ۔ اسکو بھی ثناء اللہ نے اپنے مخالفوں کے سامنے پیش کیا ۔

اردو زبان پر احسان کیا کہ ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا ۔ اب اردو زبان نہیں مرے گی ۔ کوئی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے علیحدہ انجمنیں بنیں ۔ کیونکہ اس زمانہ کے نبی نے اس میں تصانیف کیں ۔ اور اب وہ یورپ و امریکہ تک میں اردو میں پڑھی جانے لگی ہیں ۔ زبان میں نئے نئے الفاظ اور نئی ترکیبیں داخل کیں ۔ اور ایسی جن کو ابوالکلام وغیرہ لوگوں نے اپنا بنا لینا چاہا ۔ تعلیم وہ پیش کی ۔ جس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا ۔

آپنے دنیا کو تعلیم دی کہ خدا گونگا نہیں ۔ آپنے اختلافات روایات میں فیصلہ کیا ۔ یاجوج و ماجوج دجال اور خر دجال مسیح کا آسمان پر جانا ۔ نبوت وغیرہ تمام مسائل جو بوجہ اختلاف روایات اسلام کے لئے موجب اعتراض تھے ۔ صاف ہو گئے ۔ مہدی کی انتظار میں دنیا کا کیا حال تھا ۔ لوگوں نے پہلے انکار کر دیا تھا مگر اب کبھی اسکو شیخ سنوسی کی شکل میں دیکھنے لگے ۔ کبھی کسی نوجوان ترک کی شکل میں ۔ حتیٰ کہ اب تو ایک ہندو بھی ان کو امام مہدی نظر آنے لگا ۔ لیکن آپنے بتایا کہ مہدی ان کی تمناؤں کے خلاف ایک اور ہی جگہ سے ظاہر ہو گیا ۔ ملکی حیثیت سے ہندوستان پر احسان کیا لوگ یورپ جاتے اور یورپ کے شاگرد بننے کے لئے جاتے ہیں ۔ مگر اب ہندوستان سے یورپ کے لئے استاد گئے اور ایک وقت میں یورپ ان کی شاگردی پر فخر کریگا ۔

جماعت پر احسان کیا ۔ آج جبکہ دنیا زلزلہ میں ہے ہم زلزلہ میں نہیں ۔ وہ پراگندہ اور حیران ہیں ۔ لیکن ہم ایک امام رکھتے ہیں ۔ ان کے لئے رستہ نہیں ۔ ہمارے پاس ہے وہ زمین پر ہیں ۔ ہم بہت بلند ہیں ۔ آج دنیا کی عزت کے لئے لوگ سرگرداں ہیں ۔ اور سلف گورنمنٹ کے لئے مر رہے ہیں مگر ہمیں آسمانی گورنمنٹ مل گئی ۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کیونکہ جب آسمانی گورنمنٹ ہماری ہو جائیگی ۔ تو پاؤں کے نیچے کچلی جانے والی زمین کی حکومت ہم سے کیسے جا سکتی ہے ۔

مسیح موعود نے ہمارے لئے تکالیف اٹھائیں ۔ اور ہمارے لئے نمونہ پیش کیا کہ حق کے قیام اور پھیلانے کے لئے تکالیف سے نہیں ڈرنا چاہیئے ۔ آج کل لیڈر لوگوں کے پاس جاتے ہیں ۔ مگر پھولوں کی بارش ہیں ۔ مگر ہمارا لیڈر ہماری رہبری کے لئے آیا پتھروں کی بارش میں پھر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ آپ کا اسوقت جانشین محمود اولوالعزم ہے اس کو نوح کا فرزند کہتے ہیں ۔ مگر ظالم نہیں دیکھتے کہ فرزند نوح تو وہ تھا جس نے کشتی کی ناقدری کی ۔ اور جس کے لئے حکیم شیراز نے کہا کہ ؏

خاندان نبوتش گم شد

مگر اس فرزند نے تو اس کشتی کو دنیا کے تمام ڈوبنے والوں کے پاس بھیجا کہ اس میں سوار ہو جائیں ۔ ہاں ایک شخص ہے جو حضرت مسیح موعود کا روحانی فرزند ہونے کا مدعی ہے اسکو دیکھو کہ بروں کی صحبت کی وجہ سے کس طرح اس نے نبوت کو گم کرنا چاہا پھر ہمیں زندگی کا مقصد اور نمازوں میں حضور سکھایا کیونکہ پہلے ہماری نمازیں ایسی تھیں کہ ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدۂ ریائی

ہمیں محمدؐ دے دیا ۔ کہ جس کے فیوض قیامت تک جاری ہیں ۔ موجودہ گورنمنٹ پر احسان کیا کہ اس کی ایک سچے دل سے وفادار جماعت پیدا کر دی ۔ آپ نے تزکیۂ قلوب کیا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی لوگوں کے قلوب کی اصلاح کی کوشش کریں ۔ اور دنیا میں آپ کی تعلیم کو پھیلا دیں ۔

دوسرا اجلاس

صداقت مسیح موعودؑ

دوسرا اجلاس زیر صدارت آنریری کپتان غلام محمد خان صاحب ڈھائی بجے کے بعد شروع ہوا ۔ نظموں وغیرہ کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب مکرم نے اپنی تقریر بعنوان "صداقت مسیح موعود" سورہ ابراہیم کی آیات الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء (تا) ومن عصانی فانک غفور رحیم تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ انسانوں کی عجیب حالت ہے باوجود اسبات کے کہ وہ ہر پہلو میں نبیوں کے محتاج ہوتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی لوگوں نے اللہ کے نبیوں کو کبھی آتے ہی قبول نہیں کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندوں پر افسوس فرمایا ہے ۔ کہ ان کے پاس کوئی بھی نبی نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو ۔

سچے جھوٹے کے فرق کرنے میں انسانوں نے ہمیشہ غلطی کھائی ہے ۔ قرآن کریم نے راستباز اور جھوٹے میں فرق کرنے کے اصول بتلائے ہیں ۔ قرآن کریم کا نام ہی نور رکھا گیا ہے ۔ اور اس میں تمام نزاع مذہبی کا فیصلہ کر کے بتا دیا گیا ہے ۔ کہ سچے کون ہوتے ہیں اور جھوٹے کون ؟ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :- ضرب اللہ مثلاً کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلها ثابت وفرعها فی السماء ۔ اللہ تعالیٰ

بیان کرتا ہے۔ پاک کلمہ کی مثال ایک شجرہ طیبہ کے ساتھ۔ اس شجرہ طیبہ میں یہ پانچ باتیں ہوتی ہیں۔ اول اصلہا ثابت اس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے (۲) فرعہا فی السماء اس کی شاخیں بلندی کی طرف جاتی ہیں۔ (۳) تؤتی اکلہا۔ وہ درخت پھل دیتا ہے (۴) کل حین پھل بھی دیتا اور ہر وقت دیتا ہے (۵) پھل بعض اوقات غیر مرغوب ہوتے ہیں۔ لیکن فرمایا کہ وہ پھل ایسے ہونگے۔ جو اپنے مالک کو مرغوب ہونگے۔

اسکے مقابلہ میں فرمایا کہ مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ ن اجتثت من فوق الارض مالها من قرار۔ کلمہ خبیثہ کی مثال ایسے نکمے درخت کی سی ہے (۱) جو زمین سے اکھاڑ لیا گیا ہو (۲) اور اس کے لئے قرار نہ ہو۔

اسکے آگے فرمایا کہ یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیات الدنیا و فی الاخرۃ ویضل اللہ الظٰلمین ویفعل اللہ مایشاء۔ مومن کی مثال بھی کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ کی ہوتی ہے۔ اس کی بات دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ اور کافر کی بات کو یہ بات نصیب نہیں ہوتی! بلکہ وہ مٹا دیجاتی ہے۔

اب بحث یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے دعویٰ پر دو قسم کے خیالات ہیں۔ اور اس دعویٰ پر تنازع ہے۔ بعض لوگ اسپر معترض ہیں۔ بعض اس کی تائید میں ہیں اسلئے ہم اس آیت کی روشنی میں آپ کے دعویٰ پر نظر کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ آپ اور آپ کی تعلیم کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ ہیں یا نہیں: آپ نے دنیا میں ظاہر ہوتے ہی دعویٰ کیا کہ قرآن کریم خدا کی کتاب اور کامل کتاب ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے نبی ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ اس کتاب کو ماننے والے بھی اس کو چھپائے ہوئے تھے۔ اور اس کو دنیا میں پیش کرنا نہیں چاہتے تھے یا پیش نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے اس کو پیش کیا اور کہا کہ وہ تمام کمالات اس میں پائے جاتے ہیں۔ جو کہ واقعی کمالات ہیں۔ پھر نہ صرف اس کو فلسفہ کی تمام کتب سے بڑھ کر ثابت کیا۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ براہین احمدیہ اسی فلسفہ میں بھی اور ثابت کیا کہ قرآن وہ کتاب ہے جو اپنی

تعلیمات پر چلنے والوں کے بہترین نمونے پیش کر سکتی ہو۔

پھر آپ نے قرآن کریم کے علوم کھولے۔ مثلاً یہی رُوح کا مسئلہ، کہ اسپر ویدکے ماننے والوں کی طرف سے اعتراض تھا۔ اور وہ اسکو غیر مخلوق مانتے تھے۔ اور وہ لوگ جو قرآن کو مانتے تھے۔ اس مسئلہ میں صرف اتنا کہتے تھے کہ رُوح کے متعلق خدا نے ہمیں کچھ علم نہیں دیا مگر مخالف کو جس آیت یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی پر اعتراض تھا۔ آپ نے اسی سے ثابت کیا کہ رُوح مخلوق ہے۔ مثلاً آریہ کہتے ہیں۔ کہ رُوح غیر مخلوق ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اے آریو رُوح من امر ربی ہے۔ یعنی غیر مخلوق نہیں، مخلوق ہے۔

دوسرا دعویٰ آپ نے یہ کیا تھا کہ میں اور مسیح گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اور آپ نے اپنے مسیحی نفس سے ہزاروں نہیں لاکھوں کو شفا دی۔ اگر آپ کے مسیحی نفس سے لوگ شفایاب نہ ہوتے۔ تو واقعی کہا جاتا۔ کہ یہ آپ کا دعویٰ صحیح نہیں۔ لیکن جب اس کا عملی ثبوت مل گیا۔ تو پھر اسپر معقولیت سے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

پھر آپنے یہ بھی اعلان کیا کہ وہ مسیح جس کی تم کو انتظار تھی۔ وہ فوت ہو گیا۔ اور آنے والا میں ہی ہوں! مسیح کی حیات کا مسئلہ دو قوموں کے لئے موجب ہلاکت ہو رہا تھا۔ ایک مسلمانوں کے لئے جنہوں نے اپنی سود و بہبود کو مسیح کی آمد سے معلق کر رکھا تھا۔ دوسرے مسیحی قوم جس سے عملی زندگی مسیحیوں کی سخت خراب ہو گئی تھی۔ آپنے اس دعویٰ کو بپایہ ثبوت پہنچایا۔ اور دنیا کو اقرار کرنا پڑا۔ اس سے یہی ثابت ہوا کہ اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء۔ وہ دعویٰ جو آپنے کیا۔ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں بلندی کی طرف گئیں۔ اس مسئلہ میں مسلمانوں کو وہ تقویت ملی کہ اب ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

آپنے یہ بھی فرمایا کہ اب جو شخص خدا کی طرف سے مصلح ہو کر آئیگا۔ وہ بطفیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئیگا۔ وہ لوگ جو کہتے تھے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آسمانی فیوض کو بند کرنے آئے تھے۔ آپنے ثابت کیا کہ نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی فیوض کو جاری کرنے والے تھے۔ اور اب ہر ایک شخص جو آسمانی فیوض پائیگا۔ وہ آپ ہی کے ذریعہ پائیگا

حضرت خلیفۃ اول نے بتایا کہ جموں کی ریاست میں ایک مسلمان گریجوایٹ تھا۔ دربار سے اس کا تعلق تھا۔ میں جب دربار سے اُٹھتا۔ اگر وضو ہوتا تو نماز پڑھ لیتا۔ اور اگر نہ ہوتا تو وضو کر کے پڑھتا۔ مگر وہ کبھی وضو نہ کرتا اور یونہی نماز پڑھ لیتا۔ کچھ عرصہ تو میں خاموش رہا۔ آخر اس سے سبب پُوچھا۔ کہ آپ کا وضو کیوں نہیں ٹوٹتا۔ اس نے کہا کہ ہم کوئی کام ہی وضو ٹوٹنے کا نہیں کرتے۔ زنا وغیرہ جس سے وضو ٹوٹ جائے۔ یہ سب کام رات کو ہوتے ہیں۔ معمولی پیشاب پاخانہ وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور ہم صبح کو نہاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیال ہے۔ اس نے کہا کہ میں ان کو بہت بڑا فلسفی مانتا ہوں۔ انہوں نے دیکھا کہ اب علوم کی روشنی پھیل جائیگی۔ اور جہالت دُور ہو گی یہ اس کا آخری دور ہے۔ اور اب تک ضعف دماغ لوگوں میں کسی قدر باقی ہے۔ جب یہ دُور ہو گیا۔ تو نبوت وغیرہ کے خیالات کوئی ماننے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ اس لئے انہوں نے (نعوذ باللہ) دعویٰ کر دیا کہ میں آخری نبی ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ بڑے فلسفی اور موقع شناس تھے۔ اپنے مفید خیالات جو اس زمانہ کے متعلق تھے۔ آپ نے شائع کر دئیے۔ انہی دنوں میں براہین احمدیہ کا اشتہار شائع ہوا۔ جو میرے پاس بھی پہنچا۔ اور میں نے اسکو دکھلایا۔ تو پڑھ کر کہنے لگا کہ ہاں یہ تو قابل توجہ بات ہے اسی لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ:۔ ع

زندہ شد ہر نبی باآمدنم

آپ کے آثار نے دوست و دشمن پر اپنا اثر چھوڑا۔

آپنے اسوقت جبکہ مسلمانوں کی ابھی طاقتیں باقی تھیں اور جنگی رُوح ان میں موجود تھی۔ خدا سے علم پاکر اعلان کیا کہ:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

اور آخر میں اعلان کیا کہ:۔

یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائیگا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ممکن تھا کہ اہل زمین اس پیشگوئی کو جھٹلاتے اور کفار پر فتح و ظفر حاصل کرتے۔ مگر آیندہ واقعات نے ثابت کر دیا کہ جہاد کا نام

لے کر اور مذہبی رنگ دیکر اس زمانہ میں مسلمان جو جنگ لڑینگے۔ اس میں ان کو شکست ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے دین کی حفاظت کا طریق یہ بتایا کہ:۔

الوقت وقت الدعا لا ملاحم وقتل الاعداء

جہاد کے فتویٰ پر الہام ہوا تھا کہ:۔

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

لیکن اسوقت جو کیفیت مسلمانوں کی ہے اور وہ علماء جو حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے لگاتے تھے کہ یہ جہاد کے منکر ہیں۔ اب جہاد کو چھپاتے اور کہتے ہیں کہ ہم جہاد نہیں کرتے آپ نے علی الاعلان گورنمنٹ کی تعریف کی۔ لوگوں نے اسپر آپ کو برا کہا۔ حالانکہ یہ نصاریٰ کی گورنمنٹ ہے اور نصاریٰ کی تعریف قرآن میں موجود ہے۔ مگر ان کو شرمندہ کرنے اور پکڑنے کے لئے یہ ہوا۔ کہ یہ لوگ جو نصاریٰ کی گورنمنٹ کی تعریف کے لئے الزام دیتے تھے۔ ایک ہندو کے پیرو ہو گئے۔ جو کہ سناتنی ہے۔ اور سناتنی بوجہ مشرکانہ عقائد کے ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے متعلق قرآن گواہی دیتا ہے کہ یہ مشرک لوگ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود کی بات شجرہ طیبہ ثابت ہوئی۔ آپ نے ہندو مسلم اتحاد کی تجویز پیش کی۔ اس کی ہنسی اڑائی گئی۔ لیکن اب وہ کن بنیادوں پر کی گئی یہ کہ حلال چیزوں کو انہوں نے خود حرام ٹھہرایا۔ اور بعض مولویوں نے کہا کہ گائے سور کے برابر ہے۔

آپ نے لا نبی بعدی کی تشریح پیش کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے حضرت موسیٰ کے سلسلہ کا ایک آدمی آئیگا۔ مگر آپ نے بتایا اور ثابت کیا کہ محمدؐ کی امت کے لئے محمدؐ کا غلام ہی آنا چاہیئے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ نبی کریمؐ کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ آپ کے متعلق توریت و انجیل میں پیشگوئی ہے۔ مگر یہود کا یہ حال ہے کہ آپ کی حیات میں دس تک نہیں مانتے۔ معلوم ہوا کہ ان امتوں میں اپنے نبیوں کی روحانی تاثیر زندہ نہیں تھی۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیر کا یہ اثر تھا۔ کہ جب آپکے غلاموں میں سے ایک شخص مبعوث ہوا۔ تو آپ ہی کی امت میں سے کئی لاکھ مان گئے۔ لوگ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کیا نئی چیز لائے ہیں کہ ان کو مانا جائے۔ مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ضروری نہیں کہ ہر نبی نئی شریعت لائے۔ اور تو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تو گواہی دیتا ہے۔ ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ۔ یہ جو کچھ ہے وہی ہے جو پہلی کتب میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کی کتب میں۔ پس اگر معترضین کا اعتراض درست ہو تو چاہیئے۔ کہ وہ پہلے آنحضرتؐ کو چھوڑیں۔

تیسری بات لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں مگر یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر قدم رکھتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ تو فرماتے ہیں کہ انہیں مسیح و مہدی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ضرورت نہیں۔

چوتھا یہ اعتراض ہے کہ مرزا صاحب کیا لائے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ:۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اگر خدا کو پانا چاہو۔ تو آپ کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لیگا۔ پس آپ تو آنحضرتؐ ہی کا غلام بناتے ہیں مگر لوگ کہتے ہیں کہ کیوں ہمیں آپ کی غلامی سے نہیں چھوڑاتے۔ نبی کریمؐ دشمنوں پر غالب ہوئے۔ آپ خدا کے محبوب تھے۔ آپ کی خدا نے حفاظت کی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ محبوب خدا بنے اسلئے آپ کی بھی حفاظت کی گئی۔ تمام لوگ آپکے دشمن ہو گئے۔ مگر آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ آپ کلمہ طیبہ اور شجرہ طیبہ تھے۔

ایک اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب کے سلطنت کیوں نہ ملی اور آپنے مال کیوں نہ تقسیم کیا۔ مگر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ کیا مرزا صاحب نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ سلطنت دلوائینگے۔ جب وہ سلطنت دینے کا وعدہ نہیں کرتے۔ تو پھر ان پر اعتراض کیوں؟ باقی رہا مال کا مسئلہ اس سے مراد علم دین کا مال ہے جو آپ نے کثرت سے تقسیم کیا وہ الخیر جس کو لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ آپنے اعلان کیا کہ:۔

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور کا تسلی کا بتایا ہم نے

کلمہ طیبہ کے مقابلہ میں کلمہ خبیثہ ہوتا ہے۔ اب دیکھ لو۔ کہ مرزا صاحب نے جو کہا وہ دنیا میں قائم ہو رہا ہے یا وہ جو دشمنوں اور مخالفوں نے کہا۔

جس طرح مکہ کو خدا نے عظمت دی۔ اور اس کیلئے پیشگوئی کی کہ اس کی طرف لوگ دور دور سے آئینگے۔ اسی طرح قادیان کے متعلق بھی خدا نے فرمایا۔ انہ اوی القریہ۔ اور فرمایا کہ اس کی طرف بھی دور دور سے لوگ آئینگے۔ کیا یہ سچ نہیں کیا اس میں کچھ شک ہے۔ دیکھنے والے دیکھتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص جو قادیان کی طرف آتا ہے۔ وہ ایک نشان قائم کرتا اور نشان کو دیکھتا ہے۔

لوگ اعتراض کرتے رہے ہیں اور کرتے رہینگے۔ مگر ان اعتراضات سے حق پوشیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ہر نبی کے ساتھ ہوا ہے۔ فرمایا کذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین۔ پس آپ پر بھی اعتراض ہوئے۔ اور آپ کی عداوت میں ہر قسم کے لوگوں نے زور لگایا۔ مگر جس طرح خدا نے کہا۔ کلمہ طیبہ شجرہ طیبہ ہوتا ہے۔ جو قائم رہتا ہے۔ آپ کی تعلیم اور آپ کا سلسلہ قائم ہے۔ اور ہر قسم کی مخالفت اس کو ذرا جنبش نہیں دے سکتی۔

تقریر کے بعد آپنے دو اعتراضوں کا جواب دیا۔ فرمایا دو استفسار ہیں۔ اول تو یہ کہ آیا مہمان اپنے اپنے کمرے میں نماز پڑھ لیں (۲) کہ ایک مسجد میں جہاں نماز ہو چکی ہو۔ دوسری جماعت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

پہلے سوال کے متعلق جواب یہ ہے۔ کہ نماز کمرے میں ہو تو سکتی ہے۔ مگر مسجد کی نماز گھر کی نماز سے ستائیس گنے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ اگر کوئی شخص ستائیس میں چھبیس کا گھاٹا پسند کرتا ہے تو پڑھ لے۔ اور اگر نہیں تو نہیں۔

(۲) جس مسجد میں امام خلیفہ ہو۔ اس میں دوسری جماعت مکروہ ہے اور جس کا امام مقرر ہو۔ اس میں بھی دوسری نماز پسندیدہ نہیں اور اگر کسی مسجد میں امام نہ ہو تو وہاں تو اذان کہکر بھی دوسری جماعت جائز ہے۔ جہاں امام ہو وہاں نماز دوسری ہو تو سکتی ہے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ لوگ پہلی جماعت میں شامل ہوں؟

دوسرا دن ۲۷ دسمبر ۱۹۲۱ء

پہلا اجلاس

آج کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور مختلف نظموں کے بعد جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب فاضل مصری کی تقریر وقت مشتہرہ سے کسی قدر دیر سے "اسلام اور دیگر مذاہب" کے عنوان پر شروع ہوئی۔ آپ نے تقریر سے پہلے سورہ نحل کا کچھ حصہ آیۃ شریفہ ولو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک علیہا من دابۃ ولکن یؤخرہم الی اجل مسمّی سے تلاوت کیا اور فرمایا کہ:۔

اسلام اور دیگر مذاہب

اسلام اور دیگر مذاہب کے مقابلہ کے لئے دیگر مذاہب کے عقائد معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلئے پہلے میں ان کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ اس وقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ اول وہ جو مذہب کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے (۲) وہ جو مذہب کی ضرورت تو سمجھتے ہیں۔ مگر اس کے لئے الہام کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا خیال ہے۔ کہ مذہب کے لئے عقل ہی کافی ہے۔ مگر تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ مذہب کے لئے الہام کی ضرورت ہے۔

سب سے پہلے ان لوگوں کو لیتے ہیں۔ جو مذہب کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا ہمیں نظر نہیں آتا۔ اسلئے ہم اسے نہیں مانتے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ ہر چیز کا نظر آنا ضروری نہیں ہے۔ اور کسی چیز کے معلوم ہونے کے کئی ذریعے ہوتے ہیں۔ کوئی چیز کسی ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے اور کوئی کسی سے۔ دوسرے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز کا صانع کوئی ہے۔ اس کائنات کا بنانے والا بھی کوئی ہونا چاہیئے۔ پھر اس نظام میں ایک ترتیب ہے۔ جو ہمیں بتلاتی ہے۔ کہ یہ کارخانہ اتفاقی طور پر نہیں بن گیا۔ بس اس سے خدا کی ہستی ظاہر ہے۔ لیکن اس سے صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا ہونا چاہیئے۔ مگر ایک چیز ہے۔ جو خدا کے ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔ اور وہ اس کا الہام ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے صرف عقلی دلائل ہی نہیں دیئے۔ بلکہ زندہ ثبوت اپنے الہام اور کلام سے دیا ہے۔ اور دنیا پر روشن کیا ہے کہ خدا ہے فرمایا۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب الآیہ کہ جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو ان کو بتاؤ کہ میں تو قریب ہوں دُور نہیں ہوں۔ ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اسکو جواب دیتا ہوں۔ برہم سماج والے الہام کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف عقل کافی ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر الہام نہیں تو مذہب بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ عقل اگر کافی ہوتی تو جس طرح ایک عقل والے خدا کو مانتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے اس کی ہستی کے منکر ہو جاتے ہیں۔ ان کے اس عقلی نتیجہ کو نہ ماننے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ دراصل مجرد عقل گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ لوگ جو صرف عقل کو کافی سمجھتے ہیں۔ ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ ایک عقل والے دوسری عقل والوں پر کوئی الزام دیں۔ جو کچھ انہیں ان کی عقل نے بتایا۔ وہ انہوں نے مانا۔ اور جو دوسروں کی عقل نے بتایا۔ اسے وہ مانتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے صرف عقل کافی نہیں ہے۔ اسلئے اسپر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ الہام ہی ہے۔ جو یقین دلا دیتا ہے کہ خدا ہے۔ ورنہ عقل کے ذریعہ بعض نے خدا کا انکار کیا۔ اور بعض بت پرستی کو عقل کے ذریعہ خدا یابی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ اسلئے مذہب کے لئے الہام کی ضرورت ہے۔ اور الہام اسلام ہی میں پایا جاتا ہے۔ اسلئے ایک برتری اور نمایاں برتری جس میں اسلام کا کوئی مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہے کہ اسلام میں الہام ہے۔ مگر دوسرے مذاہب میں نہیں۔

اسلام کا مقابلہ دیگر مذاہب سے اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی کتاب کا دیگر مذاہب کی کتب سے مقابلہ کیا جائے۔ قرآن کریم مانتا ہے کہ اس سے پہلے بھی صد اقتیں آئیں۔ اور ہر امت میں خدا کا نبی آیا اور قرآن کے ماننے والا جہاں قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے۔ وہاں تمام خدا کے اس کلام پر بھی ایمان لاتا ہے۔ جو قرآن کریم سے پہلے نازل ہوا۔ قرآن کریم نے یہ سب کچھ مان کر دعویٰ کیا ہے کہ صداقتیں تو ان میں تھیں مگر وہ مختص القوم مختص الزمان تھیں۔ تمام جہان کے لئے نہ تھیں مگر قرآن کریم تمام دنیا کے لئے ہے۔ دوسرے فرمایا کہ ان میں تحریف لفظی و معنوی ہوئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ الفاظ میں ردّ و بدل کر کے معنے کچھ کے کچھ بنا دیئے اور لفظی تحریف کے لئے فرمایا کہ خود لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے ؂

اس بات کو مدنظر رکھ کر جب ہم دیگر مذاہب کی کتب پر نظر کرتے ہیں تو ان میں ہمیں یہ دونوں باتیں صاف طور پر نظر آتی ہیں۔ اور قرآن کریم کا دعویٰ سچا ثابت ہوتا ہے۔ اول تو تورات صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ اور انجیل بھی بنی اسرائیل کے لئے ہی۔ پھر اس میں تحریف کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اور نفس کے دھوکہ میں پھنس کر کہیں سے کہیں نکل گئے۔ ان تعلیمات میں غلطیاں شامل ہو گئیں۔ مگر قرآن کریم میں ان تعلیمات کو تمام غلطیوں کو دور کر کے صحیح طور پر پیش کر دیا گیا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک مثال ان آیات میں دی ہے۔ کہ دیکھو جانور گھاس پات وغیرہ کیا کچھ کھاتے ہیں۔ اور ان تمام میں سے دُودھ جانور کے اندر سے نکالا جاتا ہے۔ اور گوبر کو اس سے علیحدہ کر کے نکال دیا جاتا ہے۔ اور اس دودھ کو کیسے مزے سے پیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص چاہے کہ خود اس گھاس وغیرہ سے دُودھ نکالے۔ تو کیا نکال سکتا ہے۔ نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں میں سے اعلیٰ تعلیمات نکال کر ہمارے سامنے رکھ دیتا ہے۔

اب پہلی کتب میں تو باطل داخل ہو گیا۔ مگر قرآن کریم میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ لے لیا گیا اور عملی ثبوت آج تک مل رہا ہے۔ اس تعلیم میں باطل کی گنجائش نہیں۔ اس کے آگے اور پیچھے حفاظت کی گئی۔ اور یہ ہر زمانہ میں اپنے پھل دیتا ہے ؂

تورات اور انجیل کی بعض عبارتیں صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہیں کہ وہ جعلی ہیں۔ چنانچہ بائبل کی وہ کتاب جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ پر اُتری۔ اسمیں لکھا ہے کہ موسیٰ مر گئے اور ان کو فلاں جگہ دفن کیا گیا۔ اس قسم کی اور کئی مثالیں ملتی ہیں۔

اسی طرح جب ہم ویدوں کے متعلق دیکھتے ہیں۔ تو اول تو وہ

زبان بمشکل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے سیکھنے کے لئے سوامی دیانند صاحب ۴۸ سال تک پڑھنا ضروری قرار دیتے ہیں۔ ۴۸ سال کوئی شخص وید پڑھے تو عالم ہو سکتا ہے۔ دوسرے اس کے مستند تراجم نہیں۔ اور جو ہیں ان کو آریہ صاحبان ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مگر سوامی دیانند جی نے جو تراجم بعض ویدوں کے کئے ہیں۔ وہ ایک حد تک ان کے نزدیک مستند ہیں۔ ان تراجم میں پنڈت جی نے ان تمام تعلیمات کی عجیب عجیب تاویلات کی ہیں۔ مگر باوجود ان تاویلات کے پھر وید پر سخت اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ جن سے بچاؤ نہیں ہو سکتا۔

پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں ابتداء عالم کے متعلق بحث کی ہے۔ اور اس میں بتلایا ہے کہ کس طرح ہندوستان میں ویدوں کے خلاف وام مارگی وغیرہ فرقے نکلے۔ جنھوں نے زناکاری میں ماں بہن تک کی تمیز اٹھا دی اور تین ساڑھے تین سو سال تک ان کا دور دورہ رہا۔ اور اسوقت انھوں نے ویدوں کو ضایع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور وید کی تعلیم رک گئی۔ اور برہمن لوگ وید کے نہ صرف معنوں سے بلکہ لفظوں تک سے ناواقف ہو گئے اور یہ مہابھارت کی جنگ کے بعد ہوا۔ جس میں بہت سے رشی مر گئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ویدوں میں تحریف ہوئی۔ کئی تعلیمات جن کی مذمت پنڈت صاحب بیان کرتے ہیں۔ اور جن کو شہوت کا کام قرار دیتے ہیں۔ مثلاً گانا ناچنا وغیرہ وہ ویدوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور نیوگ کی تعلیم جو اس قدر حیا سوز ہے کہ جس کا نام تک آریہ صاحبان نہیں لے سکتے۔ کوئی شک نہیں کہ وید میں وام مارگیوں کی ہی داخل کی ہوئی ہے۔ یہاں تک تو ویدوں کی لفظی و معنوی تحریف کے متعلق بحث ہے۔ اب ہم اس کے عالمگیر ہونے کے متعلق بحث کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وید تمام جہان کے لئے نہ تھا۔ نہ تو اس کو اس کے ماننے والوں نے کبھی گذشتہ زمانہ میں تمام جہان میں پہنچانے کی کوشش کی۔ اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔ چنانچہ سناتن دھرمی صاحبان اب تک کسی غیر مذہب کے شخص کو اپنے میں شامل کرنا تو الگ رہا۔ اس کو ویدوں کو چھونا اور پڑھنا پڑھانا تک پسند نہیں کرتے۔

پھر اس کی تعلیم پر عمل ہونا سخت مشکل ہے۔ اور اس کی تعلیمات بھی اب تک صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئیں۔ مگر قرآن کریم اسوقت آیا۔ جب اس کی ضرورت تھی اور تمام دنیا میں فسادات پھیلے ہوئے تھے۔ اور روحانی دنیا میں سخت ابتری تھی اور پھر خدا نے اس کی لفظی و معنوی حفاظت کی۔ اور اس کی تعلیمات کو قائم کرنے کے لئے ہر زمانہ میں لوگ آئے۔ اور اس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی مقصد کے لئے تشریف لائے۔

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

چونکہ شیخ صاحب کم پہلے ہی دیر سے کھڑے ہوئے تھے اور آپ کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق کا مضمون "مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ" بیان ہونا تھا۔ جس کے لئے پروگرام میں صرف پون گھنٹہ رکھا گیا تھا۔ اور اس پون گھنٹے میں سے بھی کچھ وقت شیخ صاحب نے لیا اس لئے میر صاحب اپنے مضمون کو پورے طور پر بیان نہ کر سکے نیز ابھی میر صاحب کی تقریر جاری تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لے آئے۔ چونکہ نماز کے لئے ایک بجے کا وقت تھا جب حضور تشریف لائے۔ تو میر صاحب کا لیکچر ادھورا ہی ختم ہوا۔ بہر حال میر صاحب نے جو کچھ بیان فرمایا۔ اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر سے پہلے اپنی طبع زاد نظم ثناء اللہ کے متعلق پڑھی۔ اور مضمون یوں شروع کیا کہ:-

دوستو! میرا مضمون جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے متعلق کچھ بیان کروں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہر جلسہ اور ہر تقریب میں اس مضمون کو بیان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ میری زندگی اور مرزا صاحب کی وفات ثبوت ہے اس امر کا کہ میں سچا اور آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے۔ لیکن میں اب آپ کو اس کی تاریخ سناتا ہوں اور مسئلہ کا حل بتاتا ہوں۔ قادیان کے آریوں نے جب شوخی دکھائی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" لکھا۔ اسوقت شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے اپنی طرف سے مولوی ثناء اللہ کو دعوت دی کہ تم بھی اسی طرح قسم کھاؤ اور فیصلہ کر لو۔ اس کے جواب میں ثناء اللہ نے لکھا کہ تم بتاؤ قسم کا نتیجہ کیا ہو گا؟ اور تم خود آؤ اور اپنے گورو کو ساتھ لاؤ۔ امرتسر کی عیدگاہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔

اس مضمون میں ثناء اللہ نے اپنی طرف سے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ جس کے جواب میں حضرت اقدس کی طرف سے مفتی صاحب نے لکھا کہ تمہارا چیلنج منظور ہے۔ جس کے جواب میں اس نے لکھا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار نہیں۔ اور مباہلہ کی تعریف اس نے یہ بیان کی کہ فریقین ایک دوسرے پر بددعا کریں۔ مگر اس میں کوئی صورت ایسی نہ تھی۔ اور اس نے عبث طور پر حضرت اقدس کی وفات پر مرقع جون ۱۹۰۸ء میں لکھا کہ مرزا صاحب میرے مقابلہ میں مباہلہ میں فوت ہو گئے۔ آخری فیصلہ کا اشتہار کا عنوان حضرت اقدس کا مقرر کردہ نہیں۔ بلکہ ایڈیٹر بدر نے خود تجویز کیا تھا۔ اس میں حضرت اقدس نے لکھا کہ یہ دعا ہے۔ الہام کی بناء پر پیشگوئی نہیں اور نیچے لکھا کہ مولوی ثناء اللہ جو چاہیں۔ لکھیں۔ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

مولوی ثناء اللہ نے اس طریق فیصلہ کو منظور نہ کیا۔ اور لکھ دیا کہ یہ طریق فیصلہ مجھ کو منظور نہیں۔ نہ کوئی دانا اس کو قبول کر سکتا ہے۔ اور لکھا کہ نشان تو وہ ہونا چاہیئے۔ جو میں بھی دیکھوں۔ اگر میں مر گیا۔ تو یہ کیا نشان ہوا۔ اور یہ بھی لکھا۔ کہ آپ میری موت کیوں چاہتے ہیں۔ اور لکھا کہ دیکھو مسیلمہ زندہ رہا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر اگر میں مر گیا۔ تو میں جھوٹا کیسے ہوں گا۔ اور اہلحدیث میں شایع ہوا کہ بدوں کی لمبی عمریں ہوتی ہیں۔ اور لکھا کہ مرزا صاحب نے میری منظوری کے بغیر اشتہار شایع کیا۔

ادھر حضرت مسیح موعود اپنے اور ثناء اللہ میں ایسا فیصلہ چاہتے تھے۔ جو حق و باطل میں تمیز کرے۔ اور لوگوں پر حجت ہو۔ آپ نے اپنے رسالہ اعجاز احمدی میں لکھا کہ اگر ثناء اللہ نے اس اصول کو تسلیم کیا۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے تو وہ ضرور مجھ سے پہلے مرینگے۔ لیکن ثناء اللہ نے اس معیار کو تسلیم نہ کیا۔ اسلئے اس کے مسلمات کی بناء پر ایسا فیصلہ ہوا۔ جو اس پر حجت ہو۔ اور وہ زندہ رہکر اس نشان کو دیکھے اور اس کے ہم خیالوں پر حجت ہو سکے۔ چنانچہ حضرت اقدس فوت ہو گئے۔ اور ثناء اللہ زندہ رہا اور ثابت ہو گیا کہ کون مسیلمہ کذاب کا مثیل ہے اور کون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا؟

میر صاحب مکرم یہیں تک بیان کرنے پائے تھے۔ کہ حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ اور میر صاحب کو لیکچر ختم کرنا پڑا ؛

دوسرے وقت میں میر صاحب نے اتنا بیان کیا کہ حرام زادہ کی رسی دراز والا اشتہار جو ہے وہ مولوی ثناء اللہ کا نہ تھا بلکہ مولوی ثناء اللہ کے مطبع اہل حدیث میں مولوی مذکور کی تائید میں اس کے ایک دوست ۔ نے لکھا تھا۔ ایسے اشتہار چونکہ کہیں سنبھال کر نہیں رکھے جاتے۔ اسلئے یہ بھی نہیں رکھا گیا۔ نہ سرکار میں ایسے اشتہار محفوظ ہوتے ہیں۔ اسلئے آئندہ کوئی بھائی اس کو پیش کرنے کی غلطی نہ کریں۔ حرام زادہ کی رسی دراز سے زیادہ سخت فقرے ثناء اللہ کے اخبار میں موجود ہیں۔ جو اس کے سامنے پیش کئے جائیں۔

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی نظم

میر صاحب کی تقریر کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کی گئی۔ اور حضرت اقدس سٹیج پر تشریف لے آئے۔ حضور کے ایماء سے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ اسکے بعد حضور نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ بیشتر اسکے کہ میں اپنا مضمون شروع کروں۔ یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اب آپ کو ایک صاحب میری ایک نظم پڑھ کر سنائیں گے۔ اس نظم میں نوجوانانِ جماعت کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ان کو چند نصائح کی گئی ہیں۔ جو ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچے کہ سلسلہ کے کاموں کا بوجھ اٹھا سکیں۔ لیکن آئندہ ان سے توقع ہے کہ وہ سلسلہ کے کام کرینگے۔ نیز وہ لوگ بھی مخاطب ہیں۔ جو اگرچہ نوجوانی سے گذر چکے ہیں۔ مگر سلسلہ میں ابھی داخل ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ہمارے نونہال ہی ہیں۔ پس میری نظم کے مخاطب وہ بچے ہیں۔ جنہوں نے ابھی جماعت کے کاموں کا بوجھ نہیں اُٹھایا۔ مگر آئندہ ان پر بوجھ پڑے گا۔ اور وہ لوگ بھی جو نئے داخل ہوئے ہیں۔

اس نظم میں جو نصائح کی گئی ہیں وہ سب ضروری ہیں اور وہ ہیں جو لکھتے وقت میرے دماغ میں تھیں۔ میرا جی چاہتا تھا کہ یہ نظم بھی چھپے۔ اس کام کو میر قاسم علی صاحب نے اپنے ذمہ لیا۔ اور بہت صرف سے نہایت اعلیٰ طور پر اسکو چھپوایا ہے۔ جو غیروں میں بھی تقسیم ہو سکتی ہے اور گھر میں لٹکائی جا سکتی ہے۔ اس نظم پر میں نے نوٹ بھی لکھے ہیں۔ جو حاشیہ پر چھپے گئے ہیں۔ چاہیئے کہ جماعت کے لوگ اس کو نظر کے سامنے رکھنے کے لئے فریموں میں لگائیں اور دیواروں پر لٹکائیں ؛

اس تقریر کے بعد ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے حضور کی مندرجہ بالا نظم پڑھی۔ جس کے اشعار نے ایسی رقت پیدا کر دی کہ اکثر اصحاب کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور بعض کی تو چیخیں نکل گئیں۔ نظم کے بعد حضور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور تشہد اور سورہ فاتحہ اور سورہ آل عمران کا آخری کچھ حصہ از ابتدار ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیت لاولی الالباب تلاوت کر کے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے :۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے اس بیج کو جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک نہایت پُرخطر اور تاریک زمانہ میں نہایت مخالفتوں میں لگایا۔ اس کو بڑھایا اور بڑھ رہا ہے اور بڑھتا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کرتا ہوں۔ کہ اس نے ہمیں اس تاریکی سے نکالا۔ جسمیں ایک دنیا مبتلا ہے۔ تم اس زمانہ کی تاریکی کو ذہن میں لاؤ۔ پھر تمہاری گردنیں خدا کے حضور میں شکریہ کے لئے جھک جائیں گی ؛

پھر میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس پُرآشوب زمانہ میں اپنے فضل سے میری ڈھارس بندھائی اور کہا کہ میں اس جماعت کو ترقی دونگا۔ میں اپنی رؤیا اور کشوف عام طور پر نہیں سناتا۔ کیونکہ غیر ماموروں کے رؤیا اور کشوف حجت نہیں ہوتے۔ مگر چونکہ وہ ایک خوشخبری ہے۔ اسلئے میں سناتا ہوں ؛

پچھلے دنوں میں نے ایسے نظارے دیکھے کہ جماعت ایک ابتلاء میں ہے۔ جس سے مجھ کو صدمہ ہوا۔ اسوقت میں نے اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کو رؤیا میں دیکھا۔ اسمٰعیل کے معنے ہیں خدا نے سُن لیا۔ اور یہ ہے ساتھ خدا کی سنت ہے، کہ خوشخبری کے وقت عموماً وہی نظر آتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ خود جلوہ نمائی کرتا ہے۔ اسوقت اس حالت میں انہوں نے کہا کہ لوگ آ رہے ہیں اور ایمان و اخلاص سے آ رہے ہیں۔ پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ :۔

اللّٰھم زدنی علٰی نہج الصلاح والعفت۔

کہ اے رب وہ آئیں صلاح و عفت کے رستوں پر آئیں۔ پس میں شکر کرتا ہوں۔ خدا کا کہ اس نے غم کو خوشی سے بدل دیا۔ فالحمد للہ

پیشتر اسکے کہ میں وہ مضمون شروع کروں۔ جو میں آج بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا قاعدہ ہے کہ میں پہلے دن عام مضمون بیان کیا کرتا ہوں۔ اور دوسرے دن کوئی علمی مضمون جو ایمانیات و روحانیات کی خاص شاخ سے متعلق ہوتا ہے۔ بیان کیا کرتا ہوں۔ آج جو مضمون سنانا چاہتا ہوں۔ وہ بعد میں شروع کروں گا۔ پہلے سلسلہ کے کاموں کے متعلق کسی قدر بیان کرنا چاہتا ہوں :۔

مسجد لنڈن

سب سے پہلے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ ہماری جماعت لنڈن میں مسجد بنانے کی تیاری کرے۔ عیسائیت کا مرکز لنڈن ہے۔ حتی کہ روم سے بڑھ کر عیسائیت کا مرکز ہے۔ کیونکہ روم میں رومن کیتھولک رہتے ہیں اور لنڈن میں پراٹسٹنٹ۔ اور رومن کیتھولک وہ لوگ ہیں۔ جو تبلیغ کے لئے اتنا جوش نہیں رکھتے۔ جتنا پراٹسٹنٹ۔ عیسائیت مُردہ ہے۔ لیکن اس مُردہ کو کھینچنے والے انگلستان ہی کے لوگ ہیں۔ لنڈن میں مسجد کا کام بڑا کام تھا۔ لوگ حیران تھے مگر خدا نے اسکے لئے ہماری جماعت کو توفیق دی۔ پچھلے سال کے جلسہ کے ایک ہفتہ ہی بعد میرے دل میں مسجد کا خیال پیدا ہوا تھا۔ پہلے خیال تھا کچھ قرض لیا جائے۔ مگر آخر ایسے سامان پیدا ہوئے۔ کہ چندہ کے طور پر ہی ایک بڑی رقم جمع ہو گئی اور ہماری جماعت میں وہ جوش پیدا ہوا۔ جس کی انتہا نہیں۔ غیر احمدی لوگ خلافت کو سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ مگر ان کے ایک کالج کے چھ سو طلباء دو ہزار نہ دے سکے مگر احمدی کالج

کے ہمارے ستر طلباء نے دو ہزار دیدیا ۔

اب لنڈن میں زمین خرید لی گئی ہے۔ جو تجار کے محلہ میں ہے اور اس میں ایک مکان بھی ہے اور زمین بھی بہت وسیع ہے جو خدا کے فضل سے بہت سستی مل گئی ہے ۔

امریکہ میں مبلّغ

دوسرا کام جو اس سال ہوا۔ وہ امریکہ کا مشن ہے۔ امریکہ کی گورنمنٹ نے مفتی صاحب کو روکا۔ اور اسلئے روکا کہ وہ اس مذہب کے پیرو ہیں جسمیں ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں۔ اسپر یہاں کے مسلمانوں نے بڑی خوشیاں منائیں۔ جب میں انہی دنوں سیالکوٹ گیا۔ تو وہاں تقریر میں میں نے بیان کیا کہ ہم امریکہ میں ضرور داخل ہونگے۔ کیونکہ امریکہ کی گورنمنٹ نے خدائی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا ہے اور خدائی گورنمنٹ ضرور کامیاب ہوگی۔ خدا کے فضل سے مفتی صاحب وہاں داخل ہوئے اور اب تک ۳۰۰ آدمی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اب تو مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں کے قوانین میں کچھ گنجائش مل گئی ہے ۔ اگر اجازت ہو تو میں دوسرا مبلغ منگوا لوں۔ اس ملک کے متعلق میں نے کبھی گذشتہ سال بیان کیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ جلدی سے آئے اور فرمایا۔ کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہا ہوں۔ اور اب بخارا جاتا ہوں ۔

امریکہ میں مشن قائم ہو گیا ہے۔ اور اللہ چاہے تو بخارا میں بھی قائم ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعود کے کشوف بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔ وہاں بہت جلد احمدیت پھیلیگی۔ روس کا تصرف چھن گیا ہے۔ اب بخارا کے امیر کی تیر کمان سے شہر مارنا باقی ہے۔

تبلیغ احمدیّت

خوشی کے ساتھ یہ کہ کی بھی خبر ہے کہ جہاں جماعت احمدیہ نے اخلاص سے چندہ دیا اور بہت دیر لنڈن میں مسجد بنانے کی تیاری کی اور بڑا کام ہوا۔ مگر اس سال تبلیغ میں کمی رہی۔ اس دفعہ پہلے سالوں کی نسبت کم لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں یہ آپ لوگوں کے ذمہ قرض ہے۔ اس کو ادا کریں۔ آئندہ کیلئے تجویز کی گئی ہے۔ کہ جس طرح روپیہ کا بجٹ بنا کر ضلعوار تقسیم کیا جاتا ہے کہ اس کو پورا کیا جائے۔ اور پھر جس قدر چندہ کسی انجمن کی طرف سے آتا ہے۔ اس کا جلسہ پر اعلان ہوتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کے متعلق کیا جائے۔ ہر ایک جماعت کو بتا دیا جائے۔ کہ کم از کم اتنے آدمی سال میں احمدیت میں داخل کرنے کی کوشش کرے۔ اور سالانہ جلسہ پر ناظر تالیف واشاعت بتائے کہ فلاں جماعت کے ذریعہ کتنے احمدی ہوئے ہیں اور فلاں کی طرف سے کتنے۔

بہر حال گذشتہ سال جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ تمہارے سر قرض ہے اور قرض سے بھی بڑھ کر میں تو اسے جرمانہ کہوں گا۔ آئندہ سال اسکے ادا کرنے کی بھی کوشش کرو ۔

انتظام سلسلہ کے متعلق نظارت کی تحریک کرتے ہوئے میں نے تجویز کی تھی کہ جس طرح خلفاء کے عہد میں ہوتا تھا کہ ہر ایک جماعت پر امیر ہوتا تھا اسی طرح ہم بھی کریں۔ اس کے تجربہ کے لئے دو جماعتوں میں امیر کا تقرر ہوا۔ ایک فیروز پور کی جماعت کے امیر خان صاحب منشی فرزند علی صاحب۔ اور دوسرے لاہور کی جماعت کے امیر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مقرر ہوئے۔ ان جماعتوں کی حالت اب بہت اچھی ہے اور میں مشورہ دیتا ہوں۔ حکم نہیں کہ سب جماعتیں ایسا ہی کریں۔ اور ایک شخص کو تجویز کرکے ہمیں اطلاع دیں۔ جس کو وہ امیر بنانا پسند کرتے ہیں ۔

اخبارات سلسلہ

اسکے بعد میں جماعت کے اخبار و رسالوں کے متعلق کچھ کہتا ہوں میں نے گذشتہ سال ان کے متعلق تحریک کی تھی۔ جیسے ریویو۔ الفضل اور تشحیذ کی طرف تو کچھ توجہ ہوئی ہے۔ مگر ان کو چھوڑ کر فاروق۔ الحکم۔ نور کے متعلق کم توجہ کی گئی ہے۔ ان کے خریدار بہت کم ہیں۔ الحکم میں ایک خوبی ہے۔ وہ یہ کہ سلسلہ کی تاریخ کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور اس کی جماعت میں ترویج ہوتا ہے۔ یہ بات الفضل میں بھی نہیں۔ اگرچہ الحکم میں اب پہلی سی بات نہیں۔ غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کا موجودہ ایڈیٹر نو آموز اور ناتجربہ کار ہے مگر پھر بھی اچھا کام ہو رہا ہے۔ نور کے مضامین مفید ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ تبلیغ کا دروازہ سکھوں میں کھل گیا ہے اور یہ حضرت صاحبزادہ ... کی ... [illegible] ... کے ذریعہ قائم ہوا۔ کہ سکھوں کو یقین دلایا جائے کہ باوا نانک مسلمان تھے۔ نور کو اس مقصد میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ کئی سکھ قریب ہیں کہ اسلام میں شامل ہو جائیں۔ پھر دوستوں کو فاروق کی طرف بھی متوجہ کرتا ہوں۔ لیکن جہاں میں احباب کو ان اخباروں کے متعلق توجہ دلاتا ہوں وہاں اخبار والوں کو بھی کہتا ہوں کہ وہ بھی توجہ کریں اور ایک ایک شاخ میں کام کریں اور کام تقسیم کریں ۔

کتب

کتب فروشوں میں میں دیکھتا ہوں۔ تجارتی رُوح آگئی ہے اسلئے میں ان کے متعلق کوئی خاص سفارش نہیں کرتا ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو عالم ہیں اور تصنیف تالیف کی قابلیت رکھتے ہیں۔ وہ مفید تصانیف لکھنے اور شائع کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

موجودہ ہلچل

اب میں اس زمانہ کی شورش کے متعلق کچھ کہتا ہوں۔ اس شورش میں وہ لوگ جو گورنمنٹ کے خلاف ظاہر و پوشیدہ منصوبے کرتے ہیں وہ ہمیں منافق سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا رویہ ظاہر ہے کہ ہم گورنمنٹ کے خوشامدی نہیں۔ ہمیں کسی صلہ کی توقع نہیں۔ نہ ہم صلہ کے لئے خدمت کرتے ہیں۔ ہمارا گورنمنٹ پر احسان ہے۔ مگر ہم پر اس کا کوئی خاص احسان نہیں۔ دیکھو گورنمنٹ کی جن چیزوں کو ہم استعمال کرتے ہیں۔ انہی کو سٹر گاندھی بھی کرتے ہیں۔ پس ہمیں کوئی خاص فائدہ نہیں نہ ہی خاص احسان ہے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کے بعض حکام نے تو اسوقت کے عجیب لوگ دنیاوی معاملات میں ہمیں ہر طرح دکھ دیتے ہیں۔ ہماری مدد نہیں کی۔ پس ہم جو اطاعت کرتے ہیں یہ اسلئے کرتے ہیں کہ ہمیں خدا کا حکم ہے اور ہمارا سر خدا کے حکم کے آگے جھکتا ہے۔ ورنہ ہم کسی کے خوشامدی نہیں۔ ہم کیوں وفادار ہیں۔ اسلئے کہ خدا کا حکم ہے۔ اور ہمیں ایک کام درپیش ہے۔ اور اس کیلئے امن کی ضرورت ہے۔ پس جہاں فتنہ ہوگا۔ اس کے خلاف ہماری آواز بلند ہوگی۔

موجودہ زمانہ میں جو شورشیں ہو رہی ہیں۔ ان کی ابتداء

ان کے مضرات سے بچنے کا طریق ہمیں تیرہ سو سال پہلے قرآن کریم میں بتا دیا گیا ہے۔

اسکے بعد حضور نے سورۃ الناس تلاوت کی۔ اور اس سے اس زمانہ کے تمام فسادات کو بیان کیا۔ اور فرمایا کہ اسوقت چھ قسم کے فساد ہونگے (۱) آقا کے خلاف لوگ سٹرائک کرینگے۔ (۲) مالک ظالم ہونگے (۳) رعایا بادشاہ کے خلاف فساد کریگی (۴) اور بادشاہ ظلم سے نہیں رکینگے (۵) مولوی پنڈت پادریوں کے خلاف لوگ فساد کرینگے اور انکی نہیں سنیں گے (۶) مولوی پنڈت پادری مخلوق پر ناجائز سختی روا رکھیں گے۔ یہ چھ قسم کے فساد اس میں بتائے گئے ہیں۔ دو قسم کے فساد رب الناس کے ماتحت ہیں۔ دو ملک الناس کے اور دو الٰہ الناس کے۔ اسوقت چھ باتیں ہی ہیں۔ مومن کے لئے یہ ہے کہ وسواس خناس سے بچے۔ اسمیں یہ بھی بتایا کہ ہر ایک شرارت و ظلم انتظام کے ماتحت ہو گا۔ چنانچہ ہر ایک سٹرائک ہر ایک فساد آرگنیزیشن کے ماتحت ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک طبقہ کے لوگ اپنی اپنی انجمنیں بنا رہے ہیں۔

اسوقت کے لئے ہمیں حکم ہے کہ اس فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے خدا سے پناہ مانگیں۔

مختلف نصائح

اسکے بعد میں کہتا ہوں کہ آج میں وہی باتیں کہوں گا۔ جو پہلے کہتا رہا ہوں۔ مگر جب تک ان پر عمل نہ ہو گا۔ میں نہیں چھوڑونگا میں نصیحت کرتا ہوں۔ جھوٹ سے بچو۔ بدظنی سے پرہیز کرو۔ تم مسیح موعود کے لگائے ہوئے درخت اور اس کے بنائے ہوئے پرند ہو۔ اڑو اور آسمان کی طرف جاؤ۔ زمین کی طرف مت آؤ۔ ابراہیم کے چار پرند ان کی چار نسلیں تھیں جو موسیٰ و مسیح اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کے ذریعہ آسمان روحانیت پر اڑیں۔ پس تم اپنی اصلاح کرو ورنہ میں یہ نصیحت کرنے سے کبھی نہیں چپ رہوں گا کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

اب میں اصلاح نفس کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں (۱) اول اپنی اصلاح کرو۔ پھر دوسرے کی۔ ایک عبادات ترکیہ ہیں دوسر فعلیہ۔ ترکیہ میں سے یہ ہیں کہ بدظنی چھوڑو۔ بدظنی بہت برا مرض ہے۔ اس سے بڑے نقصان ہوتے ہیں۔ بندوں سے بڑھ کر خدا تک اس کا اثر پہنچتا ہے۔ لوگوں نے نبی کریم تک بدظنی کی۔ پس اپنے بھائی پر بدظنی نہ کرو تاکہ تم آیندہ بڑی غلطیوں سے بچو۔ یہ مادہ میرے نفس میں رکھا ہی نہیں گیا۔ فالحمد للہ

دوسری بات جو کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جھوٹ ہے۔ لوگ بیفائدہ بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ اسکو چھوڑ دو۔ اسکو چھوڑنے سے سب گناہ چھوٹ جائینگے۔ ایک شخص سے نبی کریم نے جھوٹ چھوڑا کر اس کی سب غلطیوں کی اصلاح کر دی۔ پھر لوگ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے اثر میں آجاتے ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ چاہے اپنے نفس کے متعلق ہو۔ سچی گواہی دو۔

(۳) غیظ و غضب کی عادت ترک کرو۔ نرمی اور خلت کی عادت پیدا کرو۔

(۴) نشیلی اشیاء کا استعمال چھوڑ دو۔ چینیوں کی قوم افیون کی بدولت جاپان جیسی تھوڑی سی قوم کا مقابلہ نہ کر سکی حالانکہ چین کی آبادی چالیس کروڑ ہے اور جاپان کی چار کروڑ۔ حقہ نے بہت گھر کیا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ جن کی عمر تیس سال تک ہے۔ وہ چھوڑ دیں۔ اور جو بڑی عمر کے ہیں وہ اس کو اپنی نسلوں تک نہ جانے دیں۔ یہ انسان کے اعصاب کو سخت خراب کرتا ہے۔

(۵) غیر احمدیوں سے رشتہ ناطے۔ ابھی تک کمزوری چلی جاتی ہے۔ بعض لوگ ابھی تک اپنی پرانی قوموں کو لئے جاتے ہیں قومیں وغیرہ محض تعارف کیلئے ہیں۔ ہماری قوم ہماری گوت ہمارا سب کچھ احمدیت ہے۔ ہمارا قبیلہ احمدیت ہے۔ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا گناہ ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند کیا ہے کہ احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ پس اس سے بچنا چاہیئے۔

(۶) اسی طرح جنازوں کے متعلق بعض لوگ کمزوری دکھلاتے ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کو یقین ہو کہ خدا تمہارے جنازہ پڑھنے سے مردہ کو بخش دیگا تو اور بات ہے۔ لیکن اگر نہیں۔ تو پھر فضول ہے۔ کیا یہ اچھی بات ہے کہ وہ شخص جو مسیح موعودؑ کا مخالف رہا۔ اور خدا کی باتوں پر ہنسی اڑاتا رہا۔ تم اسکے متعلق کہو کہ خدایا تو اسکو معاف کر دے۔

اسکے بعد میں عبادات فعلیہ کی طرف آتا ہوں۔ سب سے پہلے نماز ہے نماز کو باقاعدہ سنوار کر جماعت کے ساتھ پڑھو۔ میرے نزدیک جو شخص بغیر کسی عذر کے جماعت ترک کرتا ہے۔ اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ نماز پڑھو اور جماعت کے ساتھ پڑھو اور سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرو۔

اسکے بعد روزہ ہے۔ اسکو بھی کسی جائز عذر کے بغیر ترک نہ کرو۔ جہانتک ہو سکے۔ روزے رکھو۔ اس سے روحانی مدارج حاصل کر سکو گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ عام طور پر اس میں سستی دکھلاتے ہیں تیسرے علم سیکھنا ہے۔ مومن کبھی جاہل نہیں ہوتا۔ ہاں ان پڑھ ہو سکتا ہے۔ لیکن جاہل اور ان پڑھ میں بہت فرق ہے۔ پس علم سیکھو اور سن سن کر سیکھو۔ دیکھو میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ لیکن اسلام کا کوئی مخالف آئے۔ میں اس کا جواب دینے کو طیار ہوں۔ اگر جواب نہ معلوم ہو۔ تو خدا خود القاء کرتا ہے۔ یہی سورۃ الناس کی تفسیر جو میں نے بیان کی ہے۔ اسی جمعہ کو جب میں سجدہ کو جانے لگا تو القاء ہوئی۔ اور اس وسعت سے مضمون ذہن میں ڈالا گیا۔ کہ دنیا کا کوئی فساد اور اس کا علاج اس سے باہر نہیں رہتا حضرت اقدس نے بھی اس کی تفسیر کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اس میں گورنمنٹ کی فرمانبرداری کی تعلیم ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ لیکن اب نکتہ حل ہو گیا۔ تو خدا تعالیٰ خود علم سکھاتا ہے۔ ہاں اسکو سیکھنا چاہیے۔

حضرت اقدس کی کتب کو پڑھو اور سنو۔ ان میں قرآن کریم کی تفسیر ہے میں کل بھی انشاء اللہ حضرت کی کتب کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔

خدا اور اس کے رسول اور اسکے پیاروں کی محبت بھی دین میں ترقی کا موجب ہوتی ہے۔ قادیان میں آنا بھی روحانی ترقی کا باعث ہے۔ دیکھو مکہ اور مدینہ میں اب آنحضرت اور حضرت ابراہیم نہیں۔ لیکن مکہ اور مدینہ میں برکات ہیں۔ اسی طرح قادیان میں بھی برکات ہیں۔ تمہیں خدا نے متفرق بھیڑوں کی طرح نہیں چھوڑا۔ بلکہ تمہیں اپنی طرف سے ایک منتظم دیا ہے۔ تم اس سے تعلق رکھو یہ بھی تمہاری روحانی ترقی کا باعث ہو گا۔ قادیان کا آنا اس لئے بھی برکت کا موجب ہو گا۔ کہ جب کوئی شخص یہاں آئیگا۔ تو یہاں کے کاموں کو دیکھیگا۔ اور ان کو دیکھ کر ان میں حصہ لیگا اور حصہ لینے کا زیادہ جوش پیدا ہو گا۔

دوسرا ذریعہ روحانی ترقی کا ایصال خیر ہے۔ اسکی دو قسمیں ہیں

(اہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر الفضل کیلئے شائع ہوا)